Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲/۷۷ | بدھ ۔ ۲۔ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ ۔ ۶ ہجرت ۱۳۷۱ ہش ۔ ۶ مئی ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۰۵

ہمہ وقت روشنی میں رہیئے

جو شخص اس یقین کے ساتھ زندہ ہے کہ ایک ذات اس کو ہمیشہ دیکھتی رہتی ہے اس کی زندگی میں کوئی اندھیرا آ ہی نہیں سکتا۔ وہ روشنی کے وقت بھی روشنی میں رہتا ہے اور اندھیروں کے وقت بھی روشنی میں رہتا ہے۔

(اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
۵۔ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خدا تعالیٰ اس سے تو منع نہیں کرتا کہ انسان دنیا میں کام نہ کرے۔ مگر بات یہ ہے کہ دنیا کے لئے نہ کرے بلکہ دین کے لئے کرے تو وہ موجبِ برکات ہو جاتا ہے مثلاً خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو ۔۔۔۔ لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اس حکمِ الٰہی کے واسطے ہے تو موجبِ برکات۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں۔ محبّتِ دنیا ان سے کراتی ہے۔ خدا کے واسطے نہیں کرتے۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیّت سے کرے (اور ہمیں متقیوں کا امام بنا)۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۷۸-۵۷۹)

"اخلاص اور محبّت سے کسی کو نصیحت کرنی بہت مشکل ہے۔ لیکن بعض وقت نصیحت کرنے میں بھی ایک پوشیدہ بغض اور کبر ملا ہُوا ہوتا ہے۔ اگر خالص محبّت سے وہ نصیحت کرتے ہوتے تو خدا تعالیٰ ان کو اس آیت کے نیچے نہ لاتا۔ بڑا سعید وہ ہے جو اوّل اپنے عیوب کو دیکھے۔ ان کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب ہمیشہ امتحان لیتا رہے۔ یاد رکھو کہ کوئی پاک نہیں ہو سکتا جب تک خدا اسے پاک نہ کرے۔ جب تک اتنی دعا نہ کرے کہ مر جاوے تب تک سچّی تقویٰ حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے لئے دُعا سے فضل طلب کرنا چاہیئے۔ اب سوال ہو سکتا ہے کہ اُسے کیسے طلب کرنا چاہیئے تو اس کے لئے تدبیر سے کام لینا ضروری ہے۔ جیسے ایک کھڑکی سے اگر بدبُو آتی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ یا اس کھڑکی کو بند کرے یا بدبُودار شئے کو اُٹھا کر دُور پھینک دے۔ پس کوئی اگر تقویٰ چاہتا ہے اور اس کے لئے تدبیر سے کام نہیں لیتا تو وہ بھی گستاخ ہے کہ خدا کے عطا کردہ قویٰ کو بیکار چھوڑتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۹۱)

صحیح معنوں میں خدا تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنے کی کوشش کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"حقیقت یہ ہے کہ بعض انسان غفلت میں، بلکہ میں سمجھتا ہوں بہت بڑی تعداد ہے جو خدا کی تعریف بھی کر رہے ہوتے ہیں تو ایسے برتن میں ڈالتے ہیں گویا چھلنی ہے نیچے ان کا اپنا برتن ہوتا ہے۔ خدا کی تعریف چھلنی میں سے نکل نکل کر ان کے برتن کو بھرتی رہتی ہے اور خدا کی جو چھلنی ہے وہ خالی رہتی ہے۔ اس کے برعکس خدا کے بعض صاحبِ ایمان بندے ایسے ہیں جن کی تعریف کی جائے تو یوں لگتا ہے کہ وہ تعریف چھلنی پر گری ہے اور اس کے نیچے خدا کی حمد کا برتن پڑا ہے۔ جو تعریف ان کی ہو خواہ ان کا اپنا نفس کسی وقت کرے یا غیر اس کی تعریف کرے وہ ان کے دل کی چھلنی سے نکل کر خدا کے دائمی برتن کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے۔ یہ تعریف کا وہ تعلق ہے جسے سمجھنا چاہیئے اگر ایک انسان صحیح معنوں میں خدا تعالیٰ کا عرفان حاصل کر چکا ہو (عرفان تو کوئی انسان صحیح معنوں میں مکمل طور پر کر ہی نہیں سکتا) میری مراد یہ ہے کہ عرفان کے حصول کا نکتہ سمجھ جائے تو وہ ہمیشہ محسوس کرے گا کہ جب وہ کسی کی تعریف کرے یا جب کوئی اس کی تعریف کرے تو وہ آخری مقام نہیں ہے اور جو بھی تعریف کا مستحق نظر آتا ہے اس کے پیچھے ایک سمندر ہے جس کا وہ ایک معمولی حصّہ ہے ویسا ہی جیسا کہ غالب نے اپنے ایک شعر میں کہا کہ ؎

قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل
کھیل بچوں کا ہُوا دیدۂ بینا نہ ہُوا

کہ اگر تمہیں قطرے میں سمندر دکھائی نہیں دیتا یعنی کسی قابل تعریف بات میں تمہیں خدا تعالیٰ کی قابل حمد ذات دکھائی نہیں دے رہی اور یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہ قطرہ خدا کے سمندر کا ایک حصّہ ہے تو پھر یہ دیدۂ بینا نہیں ہے۔ یہ تو بچوں کا ایک کھیل ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ غالب نے انہی معنوں میں یہ شعر کہا ہوگا۔ لیکن مجھے تو صرف ان ہی معنوں میں یہ شعر اچھا لگتا ہے اور انہی معنوں میں تعریف کے لائق بھی ہے کیونکہ یہ شعر خدا کی تعریف سے منسلک ہو جاتا ہے۔ پس یہ وہ معنی ہیں جس کو ملحوظ رکھتے ہوئے حمد کرنی چاہیئے اور خوبصورت چیزوں پر نگاہ کرنی چاہیئے اور خوبصورت چیزوں سے محبت کرنی چاہیئے یعنی وہ محبت ان تک ٹھہر نہ جائے بلکہ ان کے وجود سے پار نکل جائے جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نظم ہے ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ مارچ ۱۹۹۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ـ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی ـ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۶ ـ ہجرت ۱۳۷۱ ہش ـ ۶ ـ مئی ۱۹۹۲ء

تحریک جدید کے مطالبات

تحریک جدید کی سکیم کے آغاز کے فوراً بعد ہی حضرت فضل عمر اللہ تعالٰے آپ سے ہمیشہ راضی رہے۔ نے فرمایا کہ تحریک جدید کے مطالبات کو بار بار دہرایا جانا رہے۔ گھر میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے یہ باتیں اس طرح کی جائیں کہ گویا ہمیں ہر وقت انہیں یاد رکھنا ہے اور ان کے مطابق عمل کرنا ہے۔ جماعتی جلسوں کے ذریعہ بھی ان کی یاد دہانی کرانے کے لئے حضور نے ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ اس سکیم کو جماعت نے اس طرح اپنایا کہ اس کے ذریعہ دنیا میں انقلاب لانے والی ایک فوج تیار ہوگئی۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہر احمدی فرد ـ مرد ہو یا عورت ـ اس فوج کا سپاہی ہے۔

فی زمانہ جن مطالبات کو بار بار پیش کرنے کی ضرورت ہے ان کے لئے حضرت امام جماعت ایدہُ اللہ تعالٰے بنصرہِ العزیز نے فیصلہ فرمایا ہے کہ سال میں کم از کم دو مرتبہ یومِ تحریک جدید منایا جائے۔ چنانچہ وکالت مال نے فیصلہ کیا۔ اور اس فیصلے کا اعلان ۱۲۔ اپریل کے شمارہ میں کر دیا گیا۔ یقیناً تمام جماعتوں نے یومِ تحریک جدید منایا ہوگا۔ لیکن اس مہم میں حصہ دار بننے کے لئے اس اعلان کے علاوہ ہم ایک دفعہ پھر ان مطالبات کی فہرست کو اپنے اس کالم میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

۱۔ احباب جماعت سادہ زندگی بسر کریں (لباس اور کھانے میں سادگی اختیار کریں)۔ ۲۔ مطالبۂ وقف اولاد / وقف زندگی۔ والدین اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کریں اور نوجوان اور پنشنرز احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔ رخصت موسمی اور رخصت کے ایّام خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ ۳۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ ۴۔ جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا جو کام بھی مل سکے کر لیں۔ ۵۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ ۶۔ راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔ ۷۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔ ۸۔ مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

اللہ تعالٰی ہم سب کو ان مطالبات پر بھرپور طریق پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے اور ہماری حقیر کوششوں کے بہترین نتائج مترتب فرمائے۔

حصولِ علم کی ہم کو لگن ہو
یہ اپنے پھول ہوں اپنا چمن ہو
پنگھوڑے سے لحد تک کا ہے یہ کام
یہ ساری عمر کا اپنا چلن ہو

ابوالاقبال

ہم وقفِ نَو کے بچّے
قول و عمل کے سچّے

اللہ کے کرم کا
سایہ ہمارے سَر پر

اپنا ہر ایک دن ہے
گذرے دِنوں سے بہتر

اُمید کی کِرن ہیں
ہم مہر و ماہ و اختر

احکام دین سارے
ہم کر رہے ہیں اَزبر

ہم وقفِ نَو کے بچّے
قول و عمل کے سچّے

ماں باپ کی دُعائیں
جنّت کی ہیں ہَوائیں

ہم ان کے پھول بن کر
ہر باغ کو سجائیں

حضرت کی آرزو ہے
ہم خوب جگمگائیں

دنیا کے بوجھ، اپنے
کندھوں پہ ہم اٹھائیں

ہم وقفِ نَو کے بچّے
قول و عمل کے سچّے

دُنیا کا جو خُدا ہے
اس سے یہی دُعا ہے

دے ہم کو عِلم مَولا
یہ اپنا مُدّعا ہے

ایمان کی وہ دَولت
جس کی، عمل جزا ہے

اب دوسری صَدی کا
آغاز ہو گیا ہے

جانا ہے دُور ہم کو
لمبا یہ راستہ ہے

لیکن ہمارے دل میں
اِک جوش و ولولہ ہے

دنیا کو ہے ضرورت
ہم نے سمجھ لیا ہے

آئیں گے کام سب کے
یہ اپنا فیصلہ ہے

ہم وقفِ نَو کے بچّے
قول و عمل کے سچّے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

یہ تحریر ۱۹۶۳ء میں سپرد قلم کی گئی

حضرت سیّدہ اُمّ طاہر صاحبہ

(اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

جماعتی امور میں انہماک

آپ کی سیرت کا ایک اور پہلو جو شوخ امتیازی رنگوں میں میری یادوں کی زینت ہے، جماعتی کاموں میں آپ کا انہماک تھا۔ جتنا وقت آپ نے لجنہ اماء اللہ پر صرف کیا ہے اس کا دسواں حصہ بھی بچوں کی نگہداشت اور تربیت پر خرچ نہیں کیا۔ شاید ہی کوئی دن ایسا آیا ہو کہ آپ گھر پہ ہوں اور لجنہ اماء اللہ کی مرکزی یا مقامی کارکنات نے آپ کو گھیر نہ رکھا ہو۔ ہر وقت مختلف قسم کی خواتین کا ایسا آنا جانا رہتا تھا کہ کم از کم میری طبیعت پہ بہت گراں گذرتا تھا۔ کچھ تو ایسے چہرے تھے جن سے طبیعت مانوس ہو چکی تھی۔ مثلاً حضرت بھابی زینب۔ حضرت استانی مریم۔ استانی سردار وغیرہ مگر کچھ نت نئے چہرے ایسے بھی دیکھنے میں آتے تھے۔ جن سے سخت اجنبیت محسوس ہوتی تھی۔ اور یوں لگتا تھا کہ یہ کوئی گھر نہیں بلکہ "بیٹھے ہیں رہگذر پہ ہم"۔ باقی بچوں کے متعلق میں نہیں جانتا کہ کیا تاثرات تھے۔ مگر میرے اور امی کے درمیان تو ہمیشہ یہ لجنہ ایک پردے کے طور پہ حائل رہی۔ شاذ ہی کوئی وقت ایسا ملتا تھا کہ علیحدہ بے تکلفانہ گھریلو ماحول میسر آتا ہو۔ خصوصاً جمعہ اور ہفتہ کے روز تو ہمارا گھر راہگذر ہی نہیں۔ گول باغ کی طرح کا ایک پبلک جلسہ گاہ بن جایا کرتا تھا۔ بیت اقصیٰ کے قرب کی وجہ سے جمعہ ہمارے گھر ہوتا تھا۔ صبح نماز کے بعد سے اس کی تیاری ہوتی تھی۔ محلوں سے کارکنات آتی تھیں۔ سائبان لگتے تھے۔ صفائیاں ہوتی تھیں۔ لاؤڈ سپیکر نصب ہوتے تھے۔ جمعہ تک ان تیاریوں کی گہما گہمی پھر جمعہ کے بعد لجنہ کی مجلس عاملہ کی میٹنگ۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ عام جمعہ پڑھنے والیاں بھی اس رفتار سے گھر خالی نہیں کرتی تھیں جس رفتار سے مرد (بیت الذکر) خالی کرتے ہیں۔ بلکہ بعض تو گویا پک نک منانے آتی تھیں۔ طبعاً بھی عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ مجلسی مزاج واقع ہوتی ہیں۔ اور آسانی کے ساتھ ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتیں۔ بہرحال وجہ کچھ بھی ہو، صبح سے لے کر غروب آفتاب تک گھر خواتین کی آماجگاہ بنا رہتا۔ اور کسی کونے کھترے کسی گوشے میں بھی خلوت میسر نہ آتی تھی۔ مجلسی خواتین تو بے چاری صحن یا برآمدوں میں ہی بیٹھی باہمی دکھ سکھ کر کے گھروں کو سدھارتی تھیں۔

کارکن خواتین انتظامی کاموں مثلاً سمیٹا سمٹائی صفائی وغیرہ میں مصروف ہو جاتی تھیں۔ مجلس عاملہ کی ممبرات اوپر امی کے کمرہ میں اجلاس میں منہمک ہوتی تھیں۔ لیکن ان سب سے الگ ایک طبقہ نسواں ایسا بھی تھا جو اپنے تجسس میں "شرلک ہومز" سے کسی طرح کم نہ تھا۔ ان کو گھر کے جملہ افراد، ساز و سامان در و دیوار، میز کرسیوں، برتنوں وغیرہ میں دلچسپی ہوتی تھی۔ جیسے ایک دیہاتی کو چڑیا گھر میں دلچسپی ہوتی ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ میں سہما ہوا کسی کونے میں چھپا بیٹھا ہوں کہ اچانک دو چار خواتین نے مجھے دریافت کر لیا۔ اور گھیر کر رننگ کومینٹری (RUNNING COMMENTARY) دینے لگیں۔ بعض اوقات تو اس حد تک میرے نقوش کی تفصیلات میں دلچسپی لیتی تھیں کہ ناک کان آنکھ وغیرہ کا شجرہ نسب علیحدہ علیحدہ بیان ہوتا تھا۔ کوئی چیز دادا پر جاتی تھی تو کوئی نانا پر۔ کوئی باپ پر تو کوئی ماں پر۔ کوئی چچا بہن پھوپھی ماموں خالہ وغیرہ وغیرہ پر اور آراء کے اختلاف کا فیصلہ بھی وہیں میرے سامنے چکایا جاتا تھا۔ جیسے کسی درخت کسی حیوان یا منظر پہ تبصرہ ہو رہا ہو۔ بعض اس بات پر مُصر ہوتی تھیں کہ سب کچھ اپنا ہی ہے کچھ کسی پہ نہیں گیا اور غالباً یہی بات درست تھی۔

ہفتہ کا دن درس کا دن ہوتا تھا۔ اور جمعہ سے بہت حد تک مشابہ پھر حضرت صاحب کی باری والے دن بھی زیارت کرنے والیوں۔ دعا کی درخواست کرنے والیوں۔ شکایت کرنے والیوں اور مصیبت زدہ خواتین کا ایک عام تانتا بندھا رہتا تھا۔ بچوں، شور اور ان کا جگہ جگہ حوائج ضروریہ سے فارغ ہونا، پھولوں اور پودوں کو خراب کرنا، گملوں کو توڑنا وغیرہ یہ سب امور ان ہنگاموں کے چہروں کی رونق تھے۔ مگر امی کبھی ان باتوں سے نہیں تھکیں، نہ ان کی پیشانی پہ بل آیا، نہ دھیان کبھی اس طرف منتقل ہوا کہ نسبتاً کم حوصلہ بچوں کو شاید کبھی تکلیف پہنچتی ہو۔ غالباً اس گہما گہمی کا رد عمل ہے کہ مجھے بچپن ہی سے تنہا جگہیں اور خالی مکانات بہت پسند ہیں۔ سب سے زیادہ میرا دل اپنے گھر میں اس وقت لگتا تھا جب ابا جان اور امی وغیرہ سکول میں چھٹیاں نہ ہونے کی وجہ سے مجھے اور بھائی خلیل کو گھر پہ ہی چھوڑ کر باہر سندھ یا پہاڑ وغیرہ پر چلے جاتے تھے۔ چھٹیوں میں تو ہم بھی ہمسفر ہوتے تھے۔ مگر سکول کے دنوں میں ہمیں پیچھے قادیان ہی رہنا پڑتا تھا۔ چنانچہ ان پُرسکون دنوں میں احساس تنہائی کے لطف کو اور بڑھانے کی خاطر میں بعض اوقات مقفل کمروں میں روشندانوں کے ذریعہ اتر کر جا بیٹھتا تھا۔ میری اس عادت کا امی کو بھی بخوبی علم تھا۔ اور اکثر چڑ کر کہتی تھیں کہ یہ تمہیں اندھیری بند کوٹھڑیوں میں چھپ بیٹھنے کی کیا عادت ہے؟ اور میں ان دنوں اس عادت کی کوئی توجیہہ پیش نہیں کر سکتا تھا۔ اب کبھی سوچتا ہوں تو اپنے بچپن کے اس تنافر پر غصہ آتا ہے اور امی کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے کہ جو کچھ کیا درست کیا۔ بڑے ہی بابرکت تھے وہ اجتماع جو خدا کے دین کی رونق بڑھانے کی خاطر بلائے جاتے تھے اور بابرکت تھا وہ گھر جو ان کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ ایک نادان بچے کے احمقانہ جذبات کی قیمت ہی کیا ہے، اگر (دین حق) کی عظمت اور رونق بڑھتی ہو تو ایسے کروڑ بچوں کے کروڑ گھر سڑکیں بن جائیں، اور خدا کی تسبیح و تحمید کرنے والے ان پہ مونڈھے سے مونڈھا ملا کر چلیں۔ مبارک تھیں وہ آنے والیاں جنہوں نے خدا کے اجتماعی ذکر سے ہمارے مٹی کے گھروندے کو خدا کا گھر بنا دیا تھا اور مبارک تھی وہ بلانے والی۔ اللہ تعالیٰ اسے غریق رحمت کرے اور (جنت کے اعلیٰ مقام) میں اسکے محل بنائے۔

کئی دفعہ غالباً حضور ایدہ اللہ (حضرت فضل عمر) کی بیماری یا کسی فتنہ کے ایام میں امی جان اپنے گھر پہ مغرب کی نماز باجماعت کا انتظام بھی کرواتی تھیں، تاکہ اکٹھی دعائیں ہو سکیں اور اکثر گھر کی اور کچھ ارد گرد کی باہر کی خواتین بھی آکر شامل ہوتی تھیں۔

یہ گھر صرف مستورات کے جماعتی کاموں کے لئے مخصوص نہیں تھا۔ بلکہ بعض اوقات مردوں کے اجلاس بھی ہمارے گھر کے نچلے صحن میں ہوتے تھے۔ حضور ایدہ اللہ (حضرت فضل عمر) نے ایک مجلس ارشاد بنائی ہوئی تھی۔ جس میں ماموں جان میر محمد اسحٰق صاحب بہت دلچسپی لیتے تھے۔ اس کے بھی کئی اجلاس نچلے صحن میں ہوتے رہے۔ مغرب یا عشاء کی نماز کے بعد دیر تک اجلاس ہوا کرتا تھا۔ اس میں ایک مرتبہ میں نے بھی نظم پڑھی تھی جس کے متعلق امی کی رائے یہ تھی کہ ہر مصرعہ کا سر الگ تھا۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ لوگ محظوظ ہو رہے تھے۔

مہمان نوازی

امی کی طبیعت میں مہمان نوازی بہت تھی۔ چونکہ خود کھانا بہت اچھا پکاتی تھیں۔ اس لئے دعوتوں اور مہمانوں کی آمد پہ اگر سب کھانے نہیں تو کوئی نہ کوئی کھانا اپنے ہاتھ سے ضرور پکاتی تھیں۔ روزمرّہ کا کھانا جس صوفیانہ حد تک سادہ ہوتا تھا۔ اسی قدر دعوتیں پُررونق ہوا کرتی تھیں۔ خصوصاً امی کے ہاتھ کا پکا ہوا مرغ روسٹ خاندان میں بہت مقبول تھا۔ اور دعوت کے علاوہ بھی فرمائش پر گاہے گاہے پکتا رہتا تھا۔ جلسہ کے دنوں میں تو مہمان خدا کے فضل سے اس کثرت سے آتے تھے کہ ہمارے ہاں ایک چھوٹی سی نو آبادی بن جاتی تھی۔ اور محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ یہ مہمانوں کی گہما گہمی گھر کے کسی فرد پہ کبھی بار خاطر نہیں ہوئی۔ بلکہ معاملہ برعکس تھا۔ جلسہ کے مہمانوں کی آمد کی خوشی سے ہمارے دل بلیوں اچھلنے لگتے تھے۔ خصوصاً سیالکوٹ اور حیدر آباد کے مہمانوں سے ہم سب کو بہت پیار تھا اور وہ سب ہم سے بہت پیار کرتے تھے۔

سیالکوٹ سے "خالہ فضیلت" کا خاندان آیا کرتا تھا "خالہ فضیلت" یعنی بیگم صاحبہ مکرم میر عبدالسلام صاحب (—) امی کی خاص سہیلیوں میں سے تھیں اور ان کے خاندان کا ایک حصہ ہمارے ہاں قیام فرماتا تھا۔ حیدر آباد دکن سے حضرت سیٹھ محمد غوث صاحب کا خاندان ہمارے گھر کی رونق بنا کرتا تھا۔ ان دونوں خاندانوں کے افراد کو ہم بہن بھائیوں کی طرح سمجھتے اور بہن بھائی کہہ کر ہی بلایا کرتے تھے۔ مثلاً مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب "بڑے بھائی" اور مکرم سیٹھ معین الدین صاحب "چھوٹے بھائی" کہلاتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی کئی مہمان آتے تھے جو ہمیں سب ہی عزیز تھے۔ مگر مذکورہ خاندانوں کی آمد تو ایسی یقینی ہوتی تھی کہ ہمارا ان پر حق تھا اور ان کا ہم پر۔ ایک تنہائی جو دل کو کبھی پسند نہیں آئی وہ ان مہمانوں کی رخصت کے بعد کی تنہائی تھی جو سانپ کی طرح ڈستی تھی اور بارہا ہم چھپ چھپ کر روتے تھے۔

امی ان دنوں اتنا کام کرتی تھیں کہ اب میں سوچتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ کس طرح اتنا بوجھ برداشت کر جاتی تھیں۔ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ ہونے کی وجہ سے مستورات کے جلسہ سالانہ کے انتظامات۔ کثرت سے ملنے والی مہمان خواتین کا آنا جانا۔ گھر کے مہمانوں کے کھانے اور رہائش کا انتظام۔ صرف کھانا لگوانے اور برتن اٹھوانے کا کام ہی ایک اچھی خاصی مصروفیت تھی۔ صبح سے لے کر شام تک کام کا ایک ایسا چکر چلتا تھا کہ اس کی حرکت کے ساتھ قدم ملا کر چلنا ایک عام قویٰ کے آدمی کے سانس اکھیڑ دینے کے لئے

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرمہ جمیلہ بشریٰ طاہر۔ کراچی سے لکھتی ہیں

"عید کے دن جب فون پر بات ہوئی تھی تو آپ (امی جی) کافی پریشان لگ رہی تھیں۔ اتنا بڑا صدمہ جو ساری جماعت پر پڑا ہے۔ سب پر ہی بہت اثر تھا ہم نے تو جمعہ کے دن یہاں پر حضور کا خطبہ بھی ڈائریکٹ سنا تھا۔ حضور نے بھی رو رو کر وہ خطبہ دیا اور سننے والوں کا رو رو کر برا حال تھا۔ حضور کی ہمت اور حضور کا حوصلہ دیکھیں کہ گھر میں جنازہ پڑا ہے اور اس کے باوجود خطبہ نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے حضور کو، ان کی بیٹیوں کو اور باقی بھی سب احمدیوں کو ہمت اور حوصلہ عطا کرے۔ خدا کی مرضی کے خلاف کوئی انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا پر راضی ہونے کی سب کو توفیق عطا کرے کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔

مکرم محمد اسلم خالد لندن سے لکھتے ہیں :

"خدا کے فضل سے انور / اظہر جماعت کے کاموں میں مصروف ہیں اور اس میں ان کا ذوق اور شوق اور اور آپ کی تربیت ان کے کام آ رہی ہے۔ دفتر اور تبشیر نیز دیگر کام کر رہے ہیں اور یوں احساس ہوتا ہے کہ اگر مستقل مزاجی اور شوق کا یہی عالم رہا تو ایک دن آپ کے نام کو زندہ رکھنے میں ان کا ویسا ہی ہاتھ ہو گا جس طرح عطاء المجیب صاحب راشد ایک بزرگ شخصیت کا جھنڈا بلند کر رہے ہیں۔ اپنی دانست میں ان کو توجہ تو دلاتا رہوں گا۔ لیکن مقام میرا نہیں کہ زور دوں۔ لیکن آپ یقین کریں بہت اچھے میرے گھڑے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ "امامت" کے پاس رہنا ایک سعادت ہے۔ اب ان کو اس دفتر میں کام کی توفیق بھی مل رہی ہے اور دیکھ لیں گے کہ مقام "امامت" کیا ہے۔ ہر روز "امامت" پر نئے سورج کا طلوع ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا طلوع ہونا لگتا ہے۔

بیگم صاحبہ کی بیماری پر حضور کا کردار پھر وفات پر، حضور کا ایک خاوند اور امام جماعت کی صورت میں کردار دور سے دیکھنے والوں کے لئے مشکل ہے کہ اندازہ لگا سکیں آپ اس بات سے اندازہ لگا لیں کہ ہر عید کے موقعہ پر حضور اپنے عزیزوں اور عملہ کے احباب میں تحفے تقسیم کرتے ہیں۔ اس بار ہم تو سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ اس غم کے بوجھ میں حضور اس طرح توجہ دیں گے۔ لیکن جذبات پر توازن کا یہ حال تھا کہ غم سے نڈھال ضرور تھے۔ لیکن ہر بات کی خبر تھی۔ سلیم صاحب کو بار بار پوچھتے رہے کہ تحفے تقسیم ہو گئے ہیں یا نہیں۔ ادھر سے بیگم صاحبہ کا تابوت آ رہا تھا۔ ادھر تحفے دیئے جا رہے تھے۔ اس طرح کی عیدی بھی یاد ہی رہیگی۔

اگر اس طرح جذبات اور دیگر کاموں میں توازن قائم ہو جائے تو دنیا کا امن بحال ہو جائے۔ لیکن اس قسم کے توازن کی مثال اور کہاں ملے گی۔ خیر یہ تو بات چلتے چلتے یونہی لکھ دی۔ آپ اس سے اندازہ لگا لیں کہ کس شان کی "امامت" ہے۔ اور کس روشنی کے مینار کے پاس ہماری زندگیوں کے یادگار دن گذر رہے ہیں۔ دعا یہ کیا کریں کہ ہم اس کی قدر کو پہچاننے لگ جائیں اور حق ادا کر سکیں۔

مکرم فہیم الدین جنجوعہ۔ سلطانپورہ لاہور سے لکھتے ہیں :

۱۹ اپریل کے شمارے میں محترم حامد مقصود عاطف صاحب کا ایک مضمون بعنوان "قادیان کی ایک ناقابل فراموش یاد" پڑھنے کا موقع ملا۔

اسی سلسلہ میں اچانک بندہ کو بھی دل میں تحریک ہوئی کہ میں بھی اپنے ذاتی تاثرات لکھ دوں جو کہ ایک ایسی نوعیت کے واقعہ پر مشتمل ہے۔ ویسے تو قادیان کا سفر بندہ کیلئے انتہائی روحانی تسکین کا سفر تھا۔ جس میں بندہ نے اپنے پیارے امام کو ایک مدت بعد اپنی آنکھوں سے دیکھا اور یہ نظارہ بار بار دہرانے کی تمام وقت کوشش کرتا رہا کہ اس سے ایک عجیب سی تسکین قلب ہوتی تھی اور دل ہر وقت اسی خیال میں مگن رہتا تھا کہ اب حضور پر انوار کا کس جگہ دیدار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جو واقعہ بندہ تحریر کرنے جا رہا ہے۔ اس نے میرے اندر ایک انتہائی عجیب سی کیفیت اور بے چارگی کچھ وقت کے لئے پیدا کر دی تھی۔

ہوا یوں کہ عاجز جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے دوسرے روز احمدیہ بازار میں ایک کپڑے کی دوکان سے جو کہ سکھ بھائیوں کی تھی۔ کچھ گرم کپڑا خرید رہا تھا۔ تو خریداری کرتے کچھ وقت لگ گیا اور عصر، ظہر کی نماز کا وقت آ گیا۔ بندہ نے اس سکھ بھائی سے کہا کہ بندہ کو جلدی سے فارغ کر دے کیونکہ ہمارے حضور جلسہ گاہ میں آنیوالے ہیں۔ تو اس دوکاندار سکھ بھائی نے جذبات سے لبریز ہو کر بندہ کو فوراً جواب دیا کہ "حضور ہمارے آپ کے کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اگر آپ کے حضور ہیں تو کیا آپ ان کو اپنے ساتھ لے کر جا سکتے ہیں"۔ ان الفاظ نے بندہ کے وجود کو مکمل طور پر ہلا کر رکھ دیا۔ اور بندہ نے چند لمحات کے بعد اس سکھ دوکاندار کو کہا۔ کہ واقعی اصل میں حضور آپ ہی کے ہیں۔ بدنصیب ہیں کہ اپنے حضور کو اپنے ملک میں بھی نہیں بلا سکتے۔ اس وقت بندہ کی طبیعت پر کافی وقت تک بے چارگی کی کیفیت رہی۔ اور اسکے ساتھ ہی دل بے انتہا خوشی سے بھر گیا کہ ان لوگوں کے دلوں میں خدا رحیم کریم نے کسطرح ایک پیار۔ محبت اور حضور کے لئے بے انتہا دلچسپی پیدا فرما دی ہے۔

میرے لئے یہ واقعہ تمام زندگی کیلئے ایک ان مٹ نشان چھوڑ گیا ہے۔ جسکو میں کبھی بھی بھلا نہیں سکوں گا۔ اسکے علاوہ قیام کے دوران جس بھی ہندو یا سکھ دوست کیساتھ گفتگو کا موقع ملا۔ یہ بات عام طور پر دیکھنے میں آئی کہ وہ تمام اہل قادیان ہم سب کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کی زندہ مثال بن گئے تھے اور اپنے آپ کو ہمارے ہر کام کے لئے ہر وقت اور ہر آن چست اور اخلاص کے ساتھ پیش کرتے رہے۔ خدا تعالیٰ ان کو اس کا عظیم صلہ عطا فرمائیں۔ بندہ ان کے لئے یہی دعا کر سکتا ہے۔

کس نے کیا کہا

ڈاکٹر محمد حمید اللہ جو عالم اسلام کے ایک مشہور سکالر اور محقق ہیں نے گذشتہ روز ادارہ امور پاکستان کے زیر اہتمام عالمی حالات کے تناظر میں ملت اسلامیہ کی ترجیحات کے موضوع پر لیکچر دیا۔ آپ نے کہا مسلمانوں پر مصائب ان کی اپنی غلطیوں کا نتیجہ ہیں اور جب تک ہر مسلمان ذاتی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی اصلاح خود نہ کرے۔ ان سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے۔

اس لیکچر کے دوران لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس میاں محبوب احمد، جسٹس خلیل الرحمن خان، جسٹس ریٹائرڈ انوار الحق ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب، ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب کے علاوہ علمی اور ادبی شخصیات نے بھی شرکت کی۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس موقعہ پر کہا کہ آج مسلمان ممالک کو اقوام متحدہ کی طرز پر ایک اسلامی بلاک بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی ملکوں کے سربراہان مملکت کو سوئٹزرلینڈ کے طرز حکومت پر اپنا نظام قائم کرنا چاہیئے۔ جس میں ہر ملک کا بادشاہ یا صدر مخصوص مدّت کے لئے عالم اسلام کا خلیفہ بنے۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ نظام کامیاب ہو گیا تو اس کے بعد پوری دنیا میں مکمل نظام مصطفیٰ کا خواب بھی پورا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی ممالک میں اسلامی تبلیغ کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے اور ہم اپنے محدود وسائل کے باوجود بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔

قادیانیوں سے معاشرتی تعلقات توڑنے کے بارے میں انہوں نے کہا کہ ان کی تعلیمات پر عمل نہ کریں تاہم ان سے میل جول رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے

زندیق یا مرتد کے بارے میں انہوں نے کہا کہ اسلامی ممالک میں تو اسے سزا مل جاتی ہے۔ ویسے ان پر زیادہ تشدد نہیں کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے آپ کے طرز عمل اور حسن سلوک سے وہ راہ راست پر آ جائیں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت دنیا میں کوئی بھی حکومت سو فی صد اسلامی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اجماع معلوم کرنے کا زمانہ قدیم میں بھی کوئی طریقہ نہ تھا اور نہ ہی اب تک کوئی طریقہ دریافت ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں عالم اسلام کا ایک مرکزی ادارہ قائم ہونا چاہیئے اور ہر اسلامی ملک کے ہر شہر اور قصبے کی سطح تک علماء کی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ مرکزی ادارہ کسی اسلامی مسئلہ کے بارے میں ہر کمیٹی سے خط و کتابت کے ذریعے تجاویز مانگے تب جا کر اس مسئلے کا حل معلوم کیا جا سکتا ہے۔

اسرائیل کو تسلیم نہ کیا جائے۔ تاہم انہیں دوست بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ انہوں نے کہا مسئلہ فلسطین وہاں کے مسلمانوں کی رائے کے مطابق حل ہونا چاہیئے۔

(ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تقریر کے بعد ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ موصوف کو پاکستان میں اسلامی لیکچر اور خطبات کے لئے باقاعدہ دعوت دی جائے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— لونن سیلن

گندم کی قیمت

پنجاب کسان بورڈ نے مطالبہ کیا ہے کہ گندم کی امدادی رقم ۱۴۰ سے بڑھا کر ۲۰۰ روپیہ فی چالیس کلوگرام کر دی جائے اور خریداروں کو ۱۰۰ روپے فی من کے حساب سے فروخت کی جائے۔ گذشتہ روز ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے چوہدری ظہور الدین چٹھہ جو پنجاب کسان بورڈ کے صدر ہیں نے کہا کہ گندم پیدا کرنے والے لوگ اتنی رقم بھی واپس حاصل نہیں کر سکتے جتنی وہ گندم اگانے کے لئے خرچ کرتے ہیں کیونکہ انہیں خاصے مہنگے فرٹیلائزر استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اور بجلی کی جو رقم بھی دینی پڑتی ہے وہ بھی خاصی زیادہ ہے۔ اسی طرح بیج خریدنے کے لئے بھی انہیں مہنگے دام دینے پڑتے ہیں۔ انہوں نے حکومت کو تلقین کی کہ وہ ۲۰۰ روپے فی من گندم خریدے تاکہ اسے ہندوستان غیر قانونی طور پر نہ لے جایا جاسکے۔ وہاں پر پاکستان کی نسبت گندم کی قیمت زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ خریداروں کو گندم اس سے خاصی کم قیمت پر دی جانی چاہیئے۔ انہوں نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ گذشتہ دنوں خوردنی تیل اور دیگر ضروریات زندگی کی قیمتیں خاصی بڑھ گئی ہیں۔ اس بات کے پیش نظر بھی گندم کی قیمت میں اضافہ ہونا چاہیئے۔ یعنی زمینداروں سے حکومت جس قیمت پر گندم خریدتی ہے اس میں اضافہ کرنا چاہیئے۔

ایروفلوٹ

سوویت یونین کی ایروفلوٹ ہوائی سروس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ یہ دنیا کی سب سے بڑی ایئرلائن ہے۔ اگرچہ اس کے متعلق یہ بات بھی خاصی مشہور تھی کہ اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور وقت کے لحاظ سے بھی سب سے زیادہ وقت کی خلاف ورزی کرنے والی ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ اس دیوتا کے پاؤں تو مٹی کے تھے۔ اب کہتے ہیں کہ ایروفلوٹ صرف کاغذ پر موجود ہے۔ اسے علاقائی طور پر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور یہ صرف لوکل سروس کے کام آتی ہے۔ سوویت یونین کے ٹوٹ پھوٹ جانے کے معاً پہلے جو اندازے لگائے گئے تھے ان کے مطابق ایروفلوٹ ۱۳۰،۰۰۰،۰۰۰ افراد کے لئے سالانہ سفر کی سہولت مہیا کرتا تھا۔ اور اس کی ۲۵۲۴ پروازیں تھیں۔ اس کے جہاز بھی بہت بڑے بڑے تھے۔ اور خاصے چھوٹے بھی اور اس کے پاس ۱۱۵۸ ہیلی کاپٹر تھے۔ اور ۴۶۶ باربرداری کے جہاز۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ یہ حقیقی طور پر کوئی ایئرلائنز کمپنی نہیں تھی۔ بلکہ حکومت کا ایک ادارہ تھا جس سے مختلف قسم کے کام لئے جاتے تھے۔ اور اس کا پھیلاؤ اتنا بڑھ چکا تھا کہ سرکاری طور پر بھی یہ کہنا مشکل تھا کہ اس کے پاس کتنے جہاز ہیں۔

چین / امریکہ تجارت

گذشتہ دنوں امریکہ کے کامرس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے دیئے گئے اعداد و شمار کے مطابق چین سب سے زیادہ اپنی اشیاء امریکہ کو برآمد کرتا ہے۔ گذشتہ سال چین نے جتنا مال بھیجا تھا اس سے ۲۴ء۶ فیصد زیادہ مال ۱۹۹۱ء میں بھیجا گیا۔ اس مال کی کل قیمت ۱۸۹۷۴ ملین ڈالر تھی۔ جبکہ چین امریکہ سے اس سے بہت کم قیمت کا مال درآمد کرتا ہے۔ سنہ ۱۹۸۱ء میں چین نے ۳۵۹۹ ملین ڈالر کا مال برآمد کیا سنہ ۱۹۹۰ء ۴۸۰۷ ملین ڈالر کا اور سنہ ۱۹۹۱ء میں ۶۲۸۷ ملین ڈالر کا۔

امریکہ نے ہمیشہ اس بات کا شکوہ کیا ہے کہ یہ غیر متوازن تجارت ہے اور اسے بجٹ کے درست کرنے کے لئے متوازن ہونا لازمی ہے۔ اس سلسلے میں اب تک چین اور امریکہ چھ دفعہ آپس میں گفت و شنید کر چکے ہیں۔ ایجنڈا ہمیشہ امریکہ کی شکایات پر مبنی ہوتا ہے۔ امریکہ کا کہنا ہے کہ چین نے امریکہ کی اشیاء پر پابندی لگا رکھی ہے اور ان پابندیوں کی وجہ سے وہ زیادہ مال درآمد نہیں کر سکتا۔ حالانکہ امریکہ نے چین پر کوئی پابندی نہیں لگائی ہوئی۔ اور اسی لئے وہاں خاصی مقدار میں چینی مال منگوایا جاتا ہے۔ ایک حالیہ رپورٹ جس کا تعلق دنیا بھر میں تجارت پر مختلف پابندیوں سے ہے کے مطابق ہر منڈی میں بغیر روک ٹوک کے مال لیجانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔

عراقی اثاثے

بتایا گیا ہے کہ امریکہ اب اس بات پر غور کر رہا ہے کہ عراق کے جو اثاثے بیرون عراق منجمد کئے جاچکے ہیں ان کا کچھ حصہ استعمال میں لایا جائے تاکہ اقوام متحدہ جو عراق کے خطرناک اسلحہ کے تباہ کرنے کے سلسلے میں رقوم خرچ کر رہی ہے ان کی ادائیگی کی جاسکے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بغداد کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ ایک محدود مقدار میں اپنا تیل فروخت کر کے اقوام متحدہ کے اخراجات (اسلحہ کی تباہی کے سلسلے میں) پورے کرے۔ لیکن اکثر سفارتکاروں کا یہ کہنا ہے۔ کہ یہ بات بہت مشکل ثابت ہوگی۔ اگر سیکورٹی کونسل میں ایسا کوئی ریزولیوشن پیش کیا گیا تو اس بات کا بہت کم امکان ہے کہ وہ منظور ہو سکے۔ برطانیہ نے یوں تو اصولی طور پر اس سلسلے میں امریکہ کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر عراق اپنا تیل فروخت کرنے پر رضامند نہ ہو تو اثاثے استعمال کئے جائیں۔ لیکن جہاں تک بنکاروں کا خیال ہے کہ اس میں جو قانون عمل میں لایا جائے گا وہ زیادہ مددگار ثابت نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیکورٹی کونسل کے دیگر اراکین ایسا کرنے کے خواہش مند نہیں۔ اس وقت عراق کے جو اثاثے منجمد ہیں ان کی مالیت تقریباً ساڑھے پانچ ارب امریکی ڈالر ہے۔ عراق اور اقوام متحدہ اس سلسلے میں گفت و شنید تو کرنا چاہتے ہیں کہ عراق تیل فروخت کر سکے۔ لیکن ابھی تک کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ اور عراق کا کہنا ہے کہ اس تاریخ کے مقرر کرنے میں امریکہ اور برطانیہ حائل ہیں۔

ایڈز کے لئے دوائیں

امریکہ میں ایک عرصے سے یہ شکایت کی جارہی تھی کہ ایڈز کے مرض کے لئے جو دوائیں جلد جلد مارکیٹ میں آنی چاہئیں وہ مارکیٹ میں نہیں آرہیں لیکن اب کچھ عرصہ سے اس بات کی امید پیدا ہو گئی ہے کہ امریکہ کی حکومت ایسی دواؤں کو جلد جلد منظوری عطا کر کے مارکیٹ میں لانے کی کوشش کرے گی۔ امریکہ فوڈ اور ڈرگ ایڈمنسٹریشن کی ایڈوائزری کمیٹی نے سال میں دوسری دفعہ اس بات کی سفارش کی ہے کہ اس مرض کے علاج کے لئے جلد جلد دواؤں کو بازار میں لایا جائے۔ تاکہ ایچ آئی وی جرثومے جن سے یہ بیماری لاحق ہوتی ہے ان کا علاج کیا جاسکے۔ یاد رہے کہ ایڈز کا لفظ مخفف ہے ایکوائرڈ امیون سنڈروم کا۔ ACQUIRED IMMUNE SYNDROME جو دوائیں اس وائرس کو دبانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ وہ کسی قدر کام تو آتی ہیں۔ لیکن پوری طرح علاج ثابت نہیں ہوتیں۔ یہی وجہ ہے کہ آہستہ آہستہ ایڈز بیماری کے دماغ کی طاقت کو کم کرتا چلا جاتا ہے۔ اور انسانی جسم اس قابل نہیں رہتا کہ وہ مختلف قسم کی بیماریوں کا مقابلہ کر سکے ان بیماریوں میں نمونیہ اور کینسر بھی شامل ہیں۔ گذشتہ ہفتے ایک میڈیکل مشاورتی بورڈ نے حکومت کو سفارش کی ہے کہ وہ ایک دوائی جس کا نام "ڈی۔ ڈی۔ سی" رکھا گیا ہے کی منظوری دے تاکہ اسے ایک اور دوائی "او زیڈ ٹی" کے ساتھ ملا کر ایڈز کے علاج کے لئے استعمال کیا جاسکے۔

برطانیہ میں انتخابات

ابھی ملکی انتخاب ہوئے برطانیہ میں چند ہی روز ہوئے ہیں لیکن برطانیہ کے باشندے ایک دفعہ پھر انتخاب کی مہم میں مصروف ہو گئے ہیں۔ یہ انتخابات لوکل کونسلز کے اراکین کے لئے ہیں جو مئی کی سات تاریخ کو منعقد کئے جائیں گے۔ ملکی انتخابات میں لیبر پارٹی کنزرویٹو پارٹی کو شکست دینے میں ناکام رہی ہے۔ اگرچہ عام طور پر خیال یہ تھا کہ اس دفعہ لیبر پارٹی جیت جائے گی لیکن لیبر پارٹی شکست کھا گئی اور اس کے صدر مسٹر نیل کنک نے اپنی پارٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ اب لوکل کونسلز کے انتخابات کے لئے تیاریاں تو بہت زور شور سے ہو رہی ہیں لیکن نیل کنک کی لیبر پارٹی کی صدارت کے عہدہ سے عدم موجودگی میں یہ بات غیر یقینی ہو گئی ہے کہ لیبر پارٹی کچھ زیادہ سیٹیں حاصل کر سکے گی۔

سپورٹس کی تجارت

کراچی کے امریکی قنصلیٹ جنرل کے ایک افسر اعلیٰ جو کمرشل آفیسر ہیں نے کہا ہے کہ وہ امریکہ کی حکومت سے درخواست کریں گے کہ سیالکوٹ سے جو سامان مارشل آرٹس، یونیفارم اور جوگنگ سوٹس امریکہ جاتا ہے اس پر سے پابندیاں اٹھالی جائیں۔ یہ وعدہ انہوں نے اس وقت کیا جب وہ پاکستان سپورٹس گڈز مینوفیکچررز اور برآمد کنندگان کے ساتھ ایک اجلاس میں گذشتہ روز (اتوار) گفتگو کر

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

م ش کی یادداشتیں

چوہدری سر شہاب دین کے رسالے "لیگل رپورٹر" میں پروف ریڈر کی حیثیت میں زندگی کا آغاز کرنے والا ایک عام لاء گریجویٹ آخرکار اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا چیئرمین اور انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کا چیف جسٹس بن کر زندگی سے اپنی قابلیت کا سکہ منواتا ہے۔ لیکن پاکستانی اخبار نویس عموماً ایسے شخص کے رول کو اس لئے گول کر جاتا ہے کیونکہ اس کردار کا مالک عقیدہ کے لحاظ سے احمدی تھا۔

چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل سے لے کر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس تک سیاسیات میں اعلیٰ پایہ کا تعمیری کردار ادا کیا۔ وہ قائداعظمؒ کی زندگی میں لیاقت علی خاں کے کابینہ میں وزیر خارجہ کی حیثیت میں بھرتی ہوئے۔ اور آج ہم کشمیر کے متعلق سیکورٹی کونسل کی قرارداد کو اساس بنا کر کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اسے سیکورٹی کونسل سے متفقہ طور پر پاس کروانے میں ظفر اللہ خاں کا ہاتھ تھا۔

یہی نہیں، عرب ممالک کی جنگ آزادی میں اقوام متحدہ میں ان کی نمائندگی کا بھرپور کردار ظفر اللہ خاں نے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت میں تاریخی کارنامے انجام دیئے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے تمام کوائف اپنی سوانح حیات تحدیث نعمت میں لکھے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی غلط دعویٰ کیا ہے تو نقادین کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کی نشاندہی کریں۔ ان تمام امور سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ قائداعظمؒ نے چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں کو مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے نامزد کیا۔ تاکہ وہ پارٹیشن کمیٹی کے سامنے پیش ہوں۔ یہ سارا کیس تین جلدوں میں حکومت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں کمیشن کے سامنے کانگریس، سکھوں اور مسلم لیگ کے کیس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے۔ جو چاہے اسے پڑھ سکتا ہے۔ قائداعظمؒ معمولی انسان نہیں تھے۔ وہ تاثرات کی بناء پر لوگوں کے متعلق رائے قائم کرنے کے عادی نہ تھے بلکہ وہ اپنے تجربے کی کسوٹی پر لوگوں کو کسا کرتے تھے۔ انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد ظفر اللہ خاں کو مسلم لیگ کی نمائندگی کے لئے نامزد کیا تھا۔ خواجہ عبدالرحیم، سید احمد سعید کرمانی اور ساہیوال کے ایک شاہ صاحب ان کی مسلم لیگ کے مقدمے کی تیاری میں مدد کرتے تھے۔

میں نے بطور انسان چودھری ظفر اللہ خاں کو ایک بہت دلکش انسان پایا۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے بیانات میں احمدیت کا جو تجزیہ کیا۔ اس کا جواب نہیں۔ بے شمار لوگوں نے اقبال کے تجزیہ سے دوبارہ ہدایت پائی۔ میں نے حضرت علامہ اقبالؒ کے بارے میں چودھری محمد ظفر اللہ خاں سے کئی بار استفسار کیا۔ انہوں نے ہر بار یہی کہا کہ انہوں نے علامہ اقبال کو ایک صاف ستھرا انسان پایا۔ اور کہ انہوں نے ان میں کوئی ایسی بات نہ دیکھی جسے غیر اسلامی یا غیر اخلاقی کہا جا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے مسلک کی اس قدر مؤثر اور شدید مخالفت کرنے والے کے متعلق صحیح رائے دینا اور اس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کرنا انسانیت کا اعلیٰ مقام ہے۔

چودھری صاحب ریٹائر ہونے کے بعد چھ ماہ انگلستان میں گذارتے تھے۔ اور چھ ماہ پاکستان میں۔ جب وہ پاکستان آتے تو اپنی آمد کی اطلاع دیتے اور پھر ان سے باقاعدہ ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں عموماً طرار قسم کے انسان نہ تھے۔ بلکہ وہ بہت خوش مزاج اور لطیفہ گو بھی تھے۔ ایک سکھ مجسٹریٹ کی نقل اتارتے تھے۔ تو ہنسا ہنسا کر محفل کو زعفران زار کر دیتے تھے۔ وہ کٹر اور پکے احمدی تھے اور اس کے متعلق کسی دل میں شبہ نہیں رہنے دیتے تھے لیکن ان کے ذاتی ملازم غیر احمدی تھے۔ ان کے غیر احمدی ہونے کی بناء پر ان سے حسن سلوک میں کوئی کمی نہ آتی تھی۔

ان کی موت پر جو ۹۲ سال کی عمر میں ہوئی صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ان کے گھر جا کر ان کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کیا۔ میرے خیال کے مطابق صدر مملکت کی طرف سے یہ اقدام عملی طور پر ان خدمات کا اعتراف تھا جو چودھری صاحب نے بطور مستقل نمائندہ اقوام متحدہ میں عرب اور دوسرے مسلم ممالک کی آزادی کے سلسلہ میں عملی طور پر خدمات انجام دی تھیں۔

(بشکریہ نوائے وقت میگزین ۶ مارچ ۹۲ء)

بقیہ: ص ۵ سے آگے

رہے تھے۔ سیالکوٹ کے دورے میں کمرشل آفیسر موصوف کے ساتھ پاکستان ڈیسک آفیسر یو۔ ایس۔ ڈیپارٹمنٹ آف کامرس واشنگٹن بھی موجود تھیں۔ جنہوں نے گفت و شنید میں ان کی مدد کی۔ کمرشل آفیسر نے کہا کہ امریکی حکومت اور امریکہ کے سرمایہ کار اپنی دوطرفہ تجارت میں توسیع کے خواہش مند ہیں سپورٹس گڈز ایسوسی ایشن کے صدر نے اپنے خطاب میں کہا کہ انہیں سامان برآمد کرنے میں بہت سی مشکلات پیش آ رہی ہیں اور اسی لئے وہ موجودہ حالات میں اپنی برآمدات میں توسیع کرنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہی وجہ ہے کہ امریکہ کی یہاں سے کل درآمدات کا حصہ جو اس سلسلے میں پاکستان کو ملتا ہے وہ ایک فیصدی سے بھی کم ہے۔ گو امریکہ سپورٹس گڈز کی دنیا میں سب سے بڑی مارکیٹ ہے۔ برآمدات میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان میں انہوں نے ویزا کی مشکل کا بھی ذکر کیا۔ اگر آسانی سے ویزا نہ مل سکے اور وہاں جا کر اپنی اشیاء کا تعارف نہ کروایا جا سکے تو یقیناً امریکہ اتنا مال درآمد نہیں کر سکتا جتنا کہ درحقیقت اسے کرنا چاہیئے۔

خلیج جنگ / نقصانات

خلیج کی جنگ کے ختم ہونے کے بعد ہی صحیح طور پر اندازے لگائے جا سکتے ہیں کہ اس جنگ میں کس کا کتنا نقصان ہوا ہے۔ جب ۱۹۹۰ء کے اگست کے وسط میں عراق نے کویت پر حملہ کیا تو ۶۰۰ سے ۷۰۰ بلین ڈالر تک اس میں ضائع ہوئے۔ یہ بات عرب مونیٹری فنڈ کے ڈائریکٹر جنرل عثمان فقیہ نے بتائی ہے۔ شروع میں جو اندازے لگائے گئے تھے ان کے مطابق خلیج تعاون کونسل کے چھ ملکوں کو دو سو ارب سے تین سو ارب تک کا نقصان ہوا تھا۔ یہ وہ رقم ہے جس سے نقصانات کو پورا کیا جا سکتا تھا۔ اس میں سے کویت کا نقصان ۱۹۶، ارب ڈالر تھا۔ اور باقی رقم دوسری ریاستوں کی۔ مسٹر فقیہ نے یہ بات اس وقت بتائی جب وہ عرب یونیفائڈ اکنامک رپورٹ برائے ۱۹۹۱ء کا تعارف کرا رہے تھے۔ اور اس پر اپنا تبصرہ پیش کر رہے تھے۔ یہ رپورٹ جاری تو بہت پہلے ہو جانی چاہیئے تھی۔ لیکن خلیج کے بحران کی وجہ سے خاصی دیر سے جاری ہو سکی ہے۔ صرف یہی ایک ایسی رپورٹ ہے جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ تمام نقصانات کے اندازے پیش کرتی ہے۔

جہاں تک عراقی نقصانات کا تعلق ہے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۲۰۰، ارب ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا۔ اس میں کیا شک ہے کہ خلیج کا بحران نہایت دوررس نتائج کا حامل تھا۔ اقتصادی طور پر ان ممالک کو جو نقصان پہنچا ہے اسے پورا کرنے کے لئے خاصا لمبا عرصہ درکار ہے۔ سب سے زیادہ نقصان کویت اور عراق کا ہوا ہے

بطروس غالی / افغانستان

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بطروس غالی نے تہران میں کہا ہے کہ اگر فوری طور پر افغانستان میں جنگ بندی نہ ہوئی تو اس بات کا حقیقی خطرہ ہے کہ وہاں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ اور ملک کئی حصوں میں بٹ جائے گا۔ اس وقت جو افغانستان کو کئی خطرات درپیش ہیں اور ان سب کا حل صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ تمام لوگ آپس میں مل جل کر اس بات کا فیصلہ کریں کہ اگر سیاسی حکومت چاہتے ہیں تو پھر حکومت کی تشکیل کر لیں۔ اگر ایسا نہ ہو سکا تو اس بات کا خطرہ ہے کہ افغانستان حصوں میں بٹ جائے اور پھر شائد ایک لمبے عرصے تک اتحاد کا موقعہ میسر نہ آئے۔

امداد کی ایک تار

سی آئی اے (امریکہ) کے ایک منحرف ایجنٹ نے ۱۹۸۵ء میں روس میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ اور اب تک نہ تو وہ واپس آیا ہے نہ امریکہ اس پوزیشن میں رہا ہے کہ روس سے اس ایجنٹ کو واپس منگوایا جائے اب جب کہ روس کی اقتصادی حالت بہت خراب ہو گئی ہے اور عالمی برادری نے چوبیس ارب امریکی ڈالر اسے امداد دینے کا وعدہ کیا ہے جسمیں پانچ ارب ڈالر امریکہ کی طرف سے ہوں گے۔ تو امریکہ کے بعض ریپبلیکن سینیٹر اپنے قوانین میں ایک ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جسکے ذریعے روس کو مجبور کیا جائے کہ وہ اس ایجنٹ کو واپس کرے۔ ان سینیٹروں کا کہنا ہے کہ اگر اسے ہمارے پانچ بلین ڈالر کی ضرورت ہے تو وہ ہمارا ایجنٹ واپس کر کے یہ رقم لے سکتا ہے۔ اگر وہ ہمارا ایجنٹ واپس نہ کرے تو یہ رقم بھی اسے نہیں ملے گی۔ بلکہ ان سینیٹروں کا خیال ہے کہ جب کبھی امریکہ کو امداد دینے کا خیال پیدا ہو وہ یہ معاہدہ اسکا ایک حصہ ہونا چاہیئے کہ وہ ہمارے ایجنٹ کو واپس کرے اور ہم سے امداد لے۔ کیونکہ اگر ہمیں کچھ دینا ہے ہمیں کچھ ملنا بھی چاہیئے۔

کہا جاتا ہے کہ اس قانون کے منظور ہونے کا تو بہت کم امکان ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نظریے کے پیش نظر روس کو جلد امداد ملنے کا امکان کم ہو جائے گا۔ اور اس طرح اسکی مشکلات بڑھتی رہیں گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

س:- ۱۹۷۲ء میں لجنہ اماء اللہ ربوہ کو کونسا مثالی کارنامہ سرانجام دینے کی توفیق ملی؟

ج: پاک بھارت جنگ ۱۹۷۱ء کے نتیجہ میں ملکی بحران کے پیش نظر افواج پاکستان کے لئے روئی کی صدریاں تیار کرنے کی مہم پورے جوش، جذبہ و اخلاص کے ساتھ سر کی۔ صرف ۲۵ دن کے عرصہ میں چھ ہزار دو سو بیس (۶۲۲۰) صدریاں تیار کی گئیں اور بعد میں مزید کپڑا ملنے پر یہ کام ہوتا رہا اور کل آٹھ ہزار سات سو اکاون صدریاں تیار کی گئیں۔

س: جشن پنجاہ سالہ کے لئے کن تقریبات کا فیصلہ کیا گیا؟

ج: جشن پنجاہ سالہ لجنہ اماء اللہ ۱۳۵۱ - ۱۹۷۲ء کا بیج بنوایا جائے۔ دس ہزار کی تعداد میں یہ بیج بنوائے گئے۔ یہ کام صادقہ میر صاحبہ گوجرانوالہ کے سپرد ہوا۔

۲- انگریزی زبان میں مجلہ شائع کیا جائے یہ کام شمیم شریف صاحبہ ایم۔اے پشاور کے ذمہ لگا اور اس کی طباعت مبارک احمد صاحب ارشاد کراچی کے ذمہ لگی۔

۳- اردو مجلہ کی تیاری سیدہ نسیم سعید صاحبہ ایم اے کے سپرد ہوئی۔

۴- کم از کم دس سال تک لجنہ میں خدمت کرنے والی خواتین کو سندِ خوشنودی دی جائے۔

س:- سائنس بلاک جامعہ نصرت ربوہ کا افتتاح کب ہوا؟

ج:- سائنس بلاک جامعہ نصرت ربوہ کا افتتاح قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثالث نے ۲۷ مارچ ۱۹۷۲ء کو فرمایا۔

س: فضلِ عمر تعلیم القرآن کلاس ۱۹۷۲ء میں کتنی طالبات نے شرکت کی؟

ج:- ۵۳ مقامات سے ۱۷۳ طالبات اور ربوہ سے ۲۷۶ طالبات۔ کل ۴۴۹ طالبات فضل عمر تعلیم القرآن کلاس میں ۱۹۷۲ء میں شریک ہوئیں۔

س:- ۱۹۷۲ء میں بیرون ربوہ لجنہ کے اجتماعات کہاں کہاں ہوئے؟

ج:- بیرونِ ربوہ لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ ملتان، کوئٹہ، پشاور، لاہور، مردان اور چنیوٹ نے اپنے ہاں اجتماعات منعقد کئے۔

س:- لجنہ کے پنجاہ سالہ جشن کے موقع پر اشاعت قرآن کے لئے لجنہ اماء اللہ کی طرف سے کتنی رقم کی پیشکش کی گئی؟

ج:- لجنہ اماء اللہ کی طرف سے دو لاکھ روپیہ کی (ایک لاکھ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اور ایک لاکھ روپیہ لجنہ اماء اللہ انگلستان) پیشکش حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں اشاعت قرآن کے لئے کی گئی۔

س:- پنجاہ سالہ جشن منانے کی تقریب کب منعقد ہوئی؟

ج:- لجنہ اماء اللہ کے پندرھویں سالانہ مرکزی اجتماع منعقدہ ۱۷، ۱۸، ۱۹، نومبر ۱۹۷۲ء میں جشن پنجاہ سالہ کی پُرمسرت تقریب منانے کا فیصلہ ہوا۔ اس میں پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک سے امریکہ، انگلستان انڈونیشیا، ماریشس، نیروبی اور ڈنمارک کی نمائندگان نے شرکت کی۔

س:- ۱۹۷۲ء میں اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر نشانِ ظفر کس لجنہ کو ملا؟

ج:- اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر نشانِ ظفر بڑی لجنات میں سے لجنہ اماء اللہ ربوہ اور چھوٹی لجنات میں سے لجنہ اماء اللہ اسلام آباد کو عطا کیا گیا۔

س:- لجنہ کی طرف سے "نشانِ رحمت" کا وظیفہ کن کے لئے مقرر ہوا؟

ج:- دسمبر ۱۹۷۲ء میں جشن پچاس سالہ کی خوشی میں لجنہ کی طرف سے اچھی ذہین طالبات کے لئے "نشان رحمت" بیس بیس روپیہ کے دو وظیفے دیئے جانے کا فیصلہ ہوا۔

س:- لجنہ اماء اللہ کا جشنِ پنجاہ سالہ پر قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثالث کا خطاب کتنی تعداد میں شائع ہوا؟

ج:- قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثالث حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کا بصیرت افروز خطاب پانچ ہزار کی تعداد میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے شائع کیا۔

س:- جشن پنجاہ سالہ کے موقع پر بیرونِ پاکستان سے کس کس لجنہ کی نمائندہ نے خطاب کیا؟

ج:- صدر صاحبہ لجنہ ماریشس، انڈونیشیا جنرل سیکرٹری صاحبہ نیروبی، لجنہ امریکہ کی نمائندہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ انگلستان نمائندہ لجنہ اماء اللہ ڈنمارک نے جشنِ پنجاہ سالہ کے موقع پر خطاب کیا اور صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ہندوستان کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔

س:- جشن پنجاہ سالہ کے موقع پر لجنہ اماء اللہ نے کن کن زبانوں میں مجلہ شائع کیا؟

ج:- لجنہ اماء اللہ کے پچاس سالہ دور کے اختتام پر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے دو مجلے اردو اور انگریزی زبان میں شائع کئے۔ دونوں میں لجنہ اماء اللہ کے قیام سے لے کر ۱۹۷۲ء تک کے حالات کا جائزہ لیا گیا۔

س:- جلسہ سالانہ پر مستورات کو روٹیاں پکانے کی تحریک کب ہوئی؟

ج: ۱۷ نومبر ۱۹۷۲ء کو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے لجنہ اماء اللہ کو تحریک فرمائی کہ جلسہ سالانہ پر نانبائیوں کی دقت کو دور کرنے کے لئے لجنہ کو ایسی عورتیں تیار رکھنی چاہئیں کہ ضرورت پر روٹی پکا سکیں، ۲۵۰ مستورات نے اس خدمت کے لئے اپنے نام لکھوائے

س:- تنظیم موصیات کی تحریک میں کس قدر لجنات نے حصہ لیا؟

ج:- ۱۹۷۲ء میں ۴۴ لجنات نے ۴۸۹ موصیات کو قرآن مجید پڑھانے میں حصہ لیا۔ جن بہنوں نے دس سال یا اس سے زیادہ اچھا کام کیا ان کو سندات تقسیم کی گئیں۔

س:- فضل عمر جونیئر ماڈل سکول کب قومیایا گیا؟

ج:- ۱۹۷۲ء میں حکومت کی طرف سے فضل عمر جونیئر ماڈل سکول کو قومی تحویل میں لیا گیا اس وقت بچوں کی تعداد ۲۵۰ تھی

س:- لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام شعبہ صحت جسمانی کب قائم کیا گیا؟

ج:- حضور کے ۳ مارچ ۱۹۷۲ء کے خطبہ جمعہ کی روشنی میں اسی سال قائم کیا گیا اور سب سے پہلی سیکرٹری صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ کو مقرر کیا گیا۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

بہت کافی تھا۔ عام طور پر تھکان دور کرنے کے لئے گرم پانی کی بوتلیں بستر میں رکھ کر سوتی تھیں۔ لیکن کبھی پیشانی پر بل نہیں آیا۔ چہرہ پر کبھی بھی بیزاری کے آثار ظاہر نہیں ہوئے۔ حضرت چھوٹی خالہ جان، اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے، ایسے مواقع پر بہت ہاتھ بٹاتی تھیں۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۴۲۸ میں خدیجہ بی بی زوجہ چوہدری عبد العزیز صاحب قوم کمبوہ پیشہ خانہ داری عمر تقریباً ۶۰-۵۵ کے درمیان بیعت ۱۹۵۵ء کے درمیان ساکن مکان نمبر 93A8/138 نیو سمن آباد لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱-۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ نقد رقم از پرائز بانڈ -/۷۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ ۹۱-۷-۸ سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ خدیجہ بی بی مکان 93A8/138 فاروق اعظم سٹریٹ چاہ تھے والا نیو سمن آباد۔ گواہ شد نمبر ۱۔ عبد الحمید ولد چوہدری فتح دین ۲ سمن آباد لاہور۔ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد حفیظ ولد چوہدری فتح الدین نیو سمن آباد لاہور۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ کابل کے جنوب میں گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی ہے۔ افغان لیڈر حکمت یار کابل کی طرف پیش قدمی کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اپنی فوجیں کابل کے قریب لے آئے ہیں۔ عبوری کونسل کے صدر صبغت اللہ مجددی نے بتایا کہ حکمت یار جنگ چھیڑنے پر تلے ہوئے ہیں اب ان کے جواب میں کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ جنگ کا شور وسطی کابل میں صاف سنائی دے رہا ہے۔ حکومتی ٹینکوں نے جنوب کی طرف جوابی فائرنگ کی تو کابل میں مکانوں کی کھڑکیاں لرز اٹھیں۔ حکمت یار کی فوجوں نے کابل شہر اور ہوائی اڈے پر درجنوں راکٹ برسائے اور توپوں سے گولہ باری کی۔

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ افغان تنظیموں کے اختلافات فطری ہیں اور یہ جلد ہی ختم ہو جائیں گے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ عبوری حکومت وقت کے ساتھ ساتھ باہمی اختلافات پر قابو پالے گی۔ صدر نے کہا کہ اب افغانستان میں جہاد ختم ہو چکا ہے اب اقتدار کی کشمکش جاری ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو کے خاوند مسٹر آصف زرداری قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد نہ پہنچ سکے۔ دو عدالتوں نے ان کو جانے کی اجازت دے دی تھی جب کہ تیسری عدالت سے اجازت نامہ حاصل نہیں کیا جا سکا۔

○ جماعت اسلامی قومی اسمبلی کے سپیکر کو باضابطہ درخواست دے رہی ہے۔ جس کے بعد اسلامی جمہوری اتحاد سے اس کی وابستگی ختم ہو جائے گی۔ جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ نے کہا کہ علیحدگی کی صورت میں ہماری نشستیں ختم نہیں ہوں گی۔ خود ہی پتہ چل جائے گا کہ کس کی نشستیں ضائع ہوئی ہیں۔

○ بی بی سی کا کہنا ہے کہ مجددی کی حکومت نہیں چلے گی۔ بی بی سی کا کہنا ہے کہ کابل میں یہ تاثر گہرا ہوتا چلا جا رہا ہے اور حکمت یار کے حملے کی کامیابی کی باتیں کی جا رہی ہیں۔

○ قومی اسمبلی کے حالیہ اجلاس میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان اس وقت مثالی اتحاد و اتفاق دیکھنے میں آیا جب صدر، وزیر اعظم اور اراکین پارلیمنٹ کی مراعات میں سو فیصد اضافے کا بل پیش کیا گیا۔ اراکین اسمبلی نے ڈیسک بجا بجا کر اس بل پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور اسے عوامی مفاد میں قرار دیا۔ ان مراعات کا اطلاق ۱۹۸۵ء کے بعد کی تمام اسمبلیوں پر ہو گا۔ ایک زبانی ترمیم کے نتیجے میں اراکین پارلیمنٹ کے لئے ہر قسم کی ڈیوٹی سے مستثنیٰ کاریں درآمد کرنے کی بھی اجازت دی گئی۔

○ اراکین پارلیمنٹ کو ڈیوٹی فری کاریں دینے کے بارے میں فیصلے پر وزیر اعظم نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے اس سے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان ہو گا۔ جماعت اسلامی کے اراکین نے اور اے این پی کے اراکین نے کہا ہے کہ وہ اس کی حمایت نہیں کرتے۔

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ اراکین اسمبلی کی مراعات کا بل میرے پاس آئے گا۔ تب میں اسے دیکھ کر اس پر رائے دوں گا۔ اراکین اسمبلی صحافیوں سے پوچھتے رہے کہ صدر نے اس بل پر سخت ریمارکس تو نہیں دیئے۔

○ لاہور کے ایک نواحی گاؤں میں سوتے ہوئے تین بچوں اور ان کی حاملہ ماں کو ہاتھ پاؤں باندھ کر قتل کر دیا گیا۔

○ فیروز پور روڈ لاہور پر ڈاکوؤں نے دن کے گیارہ بجے ۸۵ ہزار روپے لوٹ لئے۔

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi.

adcom 111-89

حبوب مفید اطہرا
چھوٹی شیشی ۱۶ روپے، بڑی شیشی ۴۸ روپے

اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
مکمل کورس /۱۵۰ روپے

زد جام عشق خاص
چار صد اسّی (۴۸۰) روپے

ناصر دواخانہ ربوہ فون ۶۳۴